ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

واقعہ صلح حدیبیہ اور عصر حاضر میں اس کی معنویت

THE TREATY OF HUDAIBIYAH AND ITS SIGNIFICANCE IN CONTEMPORARY AGE

Hafiz Ateeq Ur Rehman

Visiting Lecturer, SZIC, University of the Punjab, Lahore.

Khadija Noor

Lecturer, Government Graduate College for Women Shad Bagh, Lahore

Abstract:

Treaty of Hudaibiyah is a significant event happened back in Islamic History. It was an agreement signed in 6th Hijri year between Muslims of Madinah and Non-Believers of Makkah. This proved to be a golden treaty for Muslims as it became the base for a big victory ahead i.e. the Conquest of Makkah. It had many other consequences and not just at that time, Muslims of Modern age can also derive motivation and lesson to live a peaceful life from this treaty. Every person must deal some unhealthy encounters in his life and Muslim societies also must tackle enemies in every era. So, in this regard this contract helps Muslims to sort out never ending enmities and spread Islam in a tactful way. This paper sheds light on different aspects of this agreement explaining benefits, lessons and significance especially related to contemporary era. And this research concludes that the importance and positive impact of al-Hudaibiyah treaty is undeniable and is equally applies in this era too. Muslims should respect their agreements, keep focusing on their goals, fulfil their duties and always obey Allah and his Messenger open -heartedly. Nothing can harm Muslims if they completely trust in Allah, rather they would be conquerors of this World with complete submission to His Lord.

Key Words: *Treaty, Al-Hudaibiyah, Muslims, Madinah, Makkah, Contemporary*

تاریخ عالم کا سب سے منفرد و موثر اور نہایت انقلاب آفرین معاہدہ 6 ہجری میں قریش مکہ اور ختم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے درمیان صلح حدیبیہ کے نام سے طے پایا۔ [1] واقعہ یوں ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کو خواب میں بیت اللہ کی زیارت کا اشارہ ہوا، اس خواب کے بیان نے صحابہ میں خوشی کی لہر دوڑادی اور عمرے کی تیاریاں شروع کی گئیں۔[2] مدینہ طیبہ میں قابل کار مسلمان تین ہزار کے قریب تھے۔[3] آپ ﷺ نے مدینہ طیبہ میں نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو عامل (گورنر) مقرر کیا۔[4] اور چودہ سو صحابہ کرام کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھ کر ذی قعدہ کے شروع میں خاموشی کے ساتھ مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ قربانی کے جانور ساتھ تھے ارادہ محض مسالمانہ تھا، اس لیے جنگی ہتھیار تک نہیں تھے، سوائے تلواروں کے جو نیاموں میں تھیں۔ ایک جاسوس جو حالات معلوم کرنے کیلئے پیشگی بھیج دیا گیا تھا اس نے آکر اثنائے راہ میں اطلاع دی کہ قریش کو پتہ چل چکا ہے اور مقابلے کی تیاریاں کر رہے ہیں اور حلیف قبائل کو بھی جمع کر رہے ہیں۔ اور خالد بن ولید دو سو سواروں کے ساتھ کراع الغمیم تک پہنچ چکے ہیں۔ آپ ﷺ خالد سے کترا کر داہنی طرف کا دشوار گزار راستہ اختیار کرکے حدیبیہ تک پہنچ گئے، جو مکہ سے بارہ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور وہاں قیام کیا۔[5] حدیبیہ آتے ہی سفارتی سرگرمیاں شروع ہو گئیں، قریش کے نمائندے اور کارندے آکر مقصد معلوم کرنے لگے، آخر رسول اکرم ﷺ نے اپنے داماد حضرت عثمان کو مکہ مکرمہ بھیجا کہ مختارِ کل کی حیثیت سے گفت و شنید کریں۔[6] سیدنا عثمانؓ کی واپسی میں دیر ہونے پر عثمانؓ کی شہادت کی افواہ پھیل گئی جس پر انتقام اور کفار کے خلاف معرکہ آرائی پر بیعت کی گئی، اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں۔[7] اس کے حوالے سے حضرت براء نے محبوب کی رضا طلبی کی خواہش اور اس کی خوشی پر فخر و نازہی کی کیفیت میں محبت میں ڈوبے ہوئے تاریخی الفاظ کہے تھے جو بخاری میں مرقوم ہیں: ”تعدون انتم الفتح فتح مكة وقد كان فتح مكة فتحا, ونحن نعد الفتح بيعة الرضوان يوم الحديبية “[8] (تم فتح مکہ کو فتح سمجھتے ہو اور ہم بیعت رضوان کو (اصل فتح) سمجھتے ہیں۔)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

صلح نامہ اور دفعات صلح

حالات کی نزاکت بھانپ کر فوری طور پر قریش کی طرف سے ان ہدایات کو لے کر صلح کے لیے نمائندہ سہیل بن عمرو بھیجا گیا۔[9] کچھ گفت وشنید کے بعد صلح کے دفعات یہ طے پائے:

باسمک اللھم ھذا ما اصطلح علیه محمد بن عبدالله و سھیل بن عمرو واصطلحاعلیٰ وضع الحرب عشر سنین یامن فیھاالناس ویکف بعضھم عن بعض، علیٰ انه لا اسلال ولا اغلال۔ وان بیننا عیبة مکفوفة وانه من احب ان یدخل فی عھد محمد وعقده فعل وانه من احب ان یدخل فی عھد قریش وعقدھا فعل وانه من اتیٰ محمدا منھم بغیر اذن ولیه رده محمد الیه وانه من اتیٰ قریشا من اصحاب محمد لم یردوه۔ وان محمدا یرجع عنا عامه ھذا باصحابه ویدخل علینا من قابل فی اصحابه ویقیم بھاثلاثا۔ ولا یدخل علینا بسلاح الا سلاح المسافر السیوف فی القرب۔[10]

معاہدہ ہوتے ہی سہیل بن عمرو کے بیٹے ابو جندل، جو مسلمان ہو چکے تھے اور باپ نے ان کو قید کر رکھا تھا، وہ بیڑیاں گھسیٹتے ہوئے مسلمانوں کے پاس پہنچے کہ مجھے مشرکین کی قید سے چھڑا کر اپنے ساتھ لے چلو، لیکن جب سہیل نے اسے واپس کیے بغیر صلح سے انکار کر دیا تو آپ ﷺ نے معاہدے کی پابندی کو ضروری سمجھا اور ابو جندل کو یہ تسلی دے کر واپس کر دیا کہ آپ تھوڑا اور صبر کریں، اللہ آپ کے لیے خلاصی کی راہ نکال لے گا۔[11] اسی دوران قریش کے پر جوش اور جنگ باز ستر، اسی کے قریب نوجوانوں نے صلح کی کوشش کو سبوتاژ کرنے کے لیے مسلمانوں میں گھس کر ہنگامہ برپا کرنے کی، کوشش کی لیکن آپ ﷺ کے جاں بازوں نے انہیں گرفتار کر لیا، مگر آپ ﷺ نے صلح کی خاطر انہیں معاف کر دیا اور چھوڑ دیا۔[12] وَهوَ الَّذِیْ کَفَّ أَیْدِیَهمْ عَنکُمْ وَأَیْدِیَکُمْ عَنْهم بِبَطْنِ مَکَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَکُمْ عَلَیْهم[13] ("وہی ہے جس نے بطنِ مکہ میں ان کے ہاتھ تم سے روکے اور تمہارے ہاتھ ان سے روکے اس کے بعد کہ تم کو ان پر قابو دے چکا تھا۔")

معاہدہ کی دفعات کا حاصل

اس معاہدے کے مندرجات پر جب بنظر غائر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ درحقیقت مسلمانوں کی ایک بہت بڑی فتح اور دوسری فتوحات کے لیے پیش خیمہ تھا اور رسول ﷺ کی سیاست خارجہ کا شاہکار تھا۔

دفعہ نمبر: 1. یہ دفعہ اس پابندی کے خاتمے کا اعلان تھا جو قریش نے مسلمانوں پر مسجدِ حرام میں داخلے سے متعلق عائد کر رکھی تھی ۔

دفعہ نمبر: 2. مسلمانوں کے وجود سے انکاری اور ان کو ختم کرنے کے منصوبے بناتے کفار کا صلح کی جانب محض جھک جانا ہی مسلمانوں کی قوت کا اعتراف اور اس بات کا اعلان تھا کہ اب قریش اس قوت کو کچلنے کی طاقت نہیں رکھتے۔[14]

دفعہ نمبر: 3. اس دفعہ کے پیچھے صاف طور پر نفسیاتی کیفیت کارفرما نظر آتی ہے کہ قریش کو دنیاوی صدر نشینی اور دینی پیشوائی کا جو منصب حاصل تھا اسے انہوں نے بالکل بھلا دیا تھا اور اب صرف اپنی پڑی تھی۔ اس دفعہ پر غور کیا جائے تو درحقیقت قریش کے عزائم اور مقاصد کے لحاظ سے یہ ان کی شکست فاش اور مسلمانوں کی فتح مبین کا برملا اظہار تھا۔

دفعہ نمبر: 4. اس دفعہ میں قریش کی حاصل کردہ ایک رعایت مذکور ہے جس میں مسلمانوں کا کوئی نقصان نہ تھا، کیوں کہ جب تک مسلمان مسلمان رہے گا، اللہ، رسول اور مدینۃ الاسلام سے بھاگ نہیں سکتا، اور جب مرتد ہو جائے تو مسلمانوں کو اس کی ضرورت نہیں، بلکہ اسلامی معاشرے میں اس کی موجودگی سے کہیں بہتر ہے کہ وہ الگ ہو جائے اور یہی وہ نکتہ ہے جس طرف رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس ارشاد میں اشارہ فرمایا تھا: "انه من ذھب منا الیھم فابعده الله"[15] (جو ہمیں چھوڑ کر ان مشرکین کی طرف بھاگے اسے اللہ نے ہم سے دور کر دیا۔) باقی رہے مکے کے باشندے جو مسلمان ہو چکے تھے یا مسلمان ہونے والے تھے تو ان کے لیے اگرچہ اس معاہدے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

کی رو سے مدینہ میں پناہ گزیں ہونے کی گنجائش نہ تھی، لیکن اللہ کی زمین تو بہر حال کشادہ تھی۔ اور یہی بات تھی جس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس ارشاد میں فرمایا: "ومن جاء نا منهم سيجعل الله فرجاً ومخرجاً "[16] (ان کا جو آدمی ہمارے پاس آئے اللہ اس کے لیے کشادگی اور نکلنے کی جگہ بنادے گا۔)

اس قسم کے تحفظات سے اگرچہ بظاہر قریش نے عزت و وقار حاصل کیا تھا، مگر یہ در حقیقت قریش کی سخت نفسیاتی گھبراہٹ، پریشانی، اعصابی دباؤ اور شکستگی کی علامت تھی۔ انہیں اپنے بت پرست سماج کی حفاظت کے لیے اس طرح تحفظات حاصل کر لینا بہت ضروری ہے۔ دوسری طرف رسول اللہ ﷺ نے جس فراخ دلی کے ساتھ یہ شرط منظور کی (کہ قریش کے یہاں پناہ لینے والے کسی مسلمان کو واپس نہ طلب کریں گے) وہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو اپنے سماج کی ثابت قدمی اور پختگی پر پورا اعتماد تھا اور اس قسم کی شرط آپ کے لیے قطعاً کسی اندیشے کا سبب نہ تھی۔[17]

صلح حدیبیہ کے فوائد، نتائج واثرات اور ثمرات

- صلح کے بعد تین دن تک آپ ﷺ نے حدیبیہ میں قیام فرمایا، پھر روانہ ہوئے تو راستے میں یہ سورۃ الفتح نازل ہوئی: إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحاً مُبِيْناً۔[18] (ہم نے تجھ کو کھلی ہوئی فتح عطا کی۔) تمام مسلمان جس چیز کو شکست سمجھ رہے تھے خدا نے اس کو فتح مبین کہا۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر کو بلا کر فرمایا: یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ انہوں نے تعجب سے پوچھا کہ: کیا یہ فتح ہے!؟ ارشاد ہوا کہ: ہاں۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عمر کو تسکین ہوگئی اور مطمئن ہوگئے۔[19] اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا [20]
- اس صلح میں پہلی مرتبہ عرب میں اسلامی ریاست کا وجود باقاعدہ تسلیم کیا گیا۔ مسلمانوں کو برادری سے الگ اور خروج کیا ہوا گروہ سمجھنے والے قریش ہی نے آپ سے معاہدہ کرکے سلطنت اسلامی پر آپ کا اقتدار مانا اور قبائل عرب کو آزادی دی کہ ان دونوں سیاسی طاقتوں میں سے جس کے ساتھ چاہیں حلیفانہ معاہدات کر لیں۔
- مسلمانوں کے لیے زیارت بیت اللہ کا حق تسلیم کرکے قریش نے گویا یہ مان لیا کہ اسلام عرب کے مسلمہ ادیان میں سے ایک ہے اور دوسروں کی طرح اس کے پیرو بھی حج و عمرہ کے مناسک ادا کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ اس سے قریش کے پروپیگنڈے سے اہل عرب کے دلوں میں اسلام کے لیے پیدا ہونے والی نفرت کم ہو گئی۔
- قریش کی طرف سے جنگ بندی ہو جانے کے بعد آنحضرت ﷺ کو یہ موقع مل گیا کہ اپنے مقبوضات میں اسلامی حکومت کو اچھی طرح مستحکم کر لیں اور اسلامی قانون کے اجرا سے مسلم معاشرے کو ایک مکمل تہذیب و تمدن بنا دیں۔ یہی وہ نعمتِ عظمیٰ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الإِسْلَامَ دِيْناً [21]

- قریش سے صلح کے بعد جنوب کی طرف سے اطمینان نصیب ہو جانے کا فائدہ یہ بھی ہوا کہ مسلمانوں نے شمال عرب اور وسطِ عرب کی تمام مخالف طاقتوں کو بآسانی مسخر کر لیا۔ حدیبیہ کی صلح نے دو ہی سال کے اندر عرب میں قوت کا توازن اتنا بدل دیا کہ قریش اور مشرکین کی طاقت دب کر رہ گئی اور اسلام کا غلبہ یقینی ہو گیا۔
- تین سال کے مختصر عرصے میں مسلمانوں نے پرامن ذرائع سے اپنی مملکت کو تقریباً دس گنا پھیلا کر جزیرہ نما عرب کو اپنا مطیع بنالیا اور مستحکم حکومت قائم کر دی جو پندرہ سال میں تین براعظموں پر پھیل گئی۔ اور جو اس سے ٹکرایا پاش پاش ہو کر رہ گیا۔ اور جس نے سر تسلیم خم کیا وہ اسلامی قومیت میں برابری کے ساتھ شریک ہو گیا۔[22]

صلح حدیبیہ ہمیں کفار سے صلح کرنے سے متعلق اسلامی احکامات بھی عطا کرتی ہے اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ:

1- صلح امام، حاکم یا اس کے نمائندے کے ذریعے کی جاتی ہے۔
2- صلح کی شرائط شرع کی جانب سے جائز ہونا چاہیے۔
3- اس سے مسلمانوں کو فائدہ حاصل ہونا چاہیے۔
4- صلح معین میعاد کے لئے کی جانی چاہیے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

یہ چاروں شرائط صرف حدیبیہ کی صلح تک محدود نہیں کیونکہ اس کے بعد بھی مسلمانوں نے صلح کے دوران ان سے ذرہ برابر انحراف نہیں کیا ۔

عصر حاضر میں معنویت

ان معاہدات کاموجودہ دور میں مسلم دنیامیں کئے جانے والے معاہدات سے کوئی موازنہ نہیں کیا جاسکتا جو آج کفار کے ایجنٹوں اور کفار کے درمیان ہی قرار پاتے ہیں اور اس قسم کا موازنہ کیا جانا خود اللہ اور اس کے رسول کی توہین ہے خواہ یہ ایک عالم کے ذریعے کیا جائے یا دیگر کسی اور شخص کے ذریعے۔

مغربی الحادی تہذیب کا غلبہ

مسلمانوں کے زوال کے بعد اٹھارہویں صدی عیسوی میں عقلیت پرستی، انیسویں صدی میں جذبات پرستی، اور موجودہ دور میں گنجلک افکار نمایاں ہیں۔ یہ دور نہ تو محض عقل جزوی کا ہے اور نہ محض سائنس کا، نہ اشتراکیت کا اور نہ ہی بے دینی کا۔اس دور کی حقیقت یہ ہے کہ تمام افکار بغیر درجہ بندی کے موجود ہیں۔ سب کو ایک ہی سطح پر عمل کرنے کی آزادی ہے نتیجتاً مغربی تہذیب اور اس کے زیر اثر زندگی کے ہر شعبہ میں شہوت رانی، لذت پرستی، ابن الوقتی، مکاری، مادہ پرستی، بد کرداری اور درندگی عام ہوتی گئی۔ موجودہ مادہ پرستانہ تہذیبوں نے جہاں سہولت کے لیے حیرت انگیز ایجادیں کی ہیں وہیں ایٹم بم، ہائیڈروجن بم، میگالن بم، ایسٹرائڈ بم، بالسٹک میزائل بم اور ان سے بھی زیادہ تباہ کن ہتھیار تیار کئے ہیں۔آئندہ صدی کو اگر اس مادہ پرستانہ نظام فکر و عمل سے نہ نکالا گیا تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ طلسم آب و گل کس طور پر ختم ہو جائے گا۔

انسانی بقاکے ضامن اصول

دنیا اور بنی نوع انسانی کی بقا کے لیے جن مطالبات کی ہمہ گیر تکمیل کی ضرورت ہے ان کا جائزہ لیا جائے تو دنیا کے ماہرین اور دانشوروں کی تیار کردہ اصولوں کی روشنی میں جو مختصر سی فہرست ابھر کر سامنے آتی ہے وہ کچھ اس طرح سے ہے:

1. آفاقی اصول قانون سازی
2. عام انسانی مساوات اور وحدت آدم کا تصور
3. مذہبی رواداری
4. آزاد تحقیق و تجربہ اور تسخیر کائنات
5. عورت اور مرد، فرد اور جماعت، جسم اور روح نیز حق اور فرض کا مثالی توازن
6. جسمانی محنت کا وقار
7. ہر قسم کی غلامی سے آزادی وغیرہ

رہنما پیغامِ نبوی ﷺ

محمد ﷺ کی ذاتی زندگی اور ان کے ذریعہ لائے گئے پیغام میں انسانی بقاء کے اصول پوری آب و تاب کے ساتھ دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن میڈیا اور جدید ذرائع ابلاغ نے پیغام نبوی ﷺ کے خلاف اس قدر پراپیگنڈہ کیا کہ لوگوں کو کبھی ان کے بارے میں پڑھنے اور سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ حالانکہ ان کا پیغام بھی ابدی تھا۔آپ ﷺ نے دنیا میں امن کے قیام کے لئے کوشش کی اور فرمایا: مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِنًا فِي سِرْبِهِ ، مُعَافًى فِي جَسَدِهِ ، عِنْدَهُ قُوتُ يَوْمِهِ ، فَكَأَنَّمَا حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا [23] (”تم میں سے جو کوئی اس حال میں صبح کرے کہ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ امن سے ہو، اپنے جسم کے اعتبار سے صحت مند ہو۔اس کے پاس ایک دن کا کھانا پانی موجود ہو تو سمجھو اسے ساری دنیا کی دولت حاصل ہو گئی۔“)

اس وقت گوانتانامو اور اس طرح کی دوسری جیلوں میں قیدیوں کے ساتھ جس ظلم اور بربریت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے، ان کو نبی کریم ﷺ کی زندگی سے سبق لینا ہوگا جب آپ ﷺ نے قیدیوں کو باعزت رہا کیا اور ان پر ظلم و زیادتی کو سختی سے منع کیا اور وعید بھی سنائی۔ ”کسی نبی کے لئے درست نہیں کہ اس کے پاس قیدی ہوں یہاں تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح خونریزی کرلے۔ تم لوگ دنیا کا سامان چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے۔اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ اگر اللہ کی طرف سے نوشتہ سبقت نہ کر چکا ہوتا تو تم لوگوں نے جو کچھ لیا ہے اس پر تم کو سخت عذاب پکڑ لیتا۔“ [24]

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

زندہ دلی کی نظیر

موجودہ عالمی سیاست پر نظر دوڑائیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ زندہ دلی کا کتنا فقدان ہے، یہ نبی کریم ﷺ کا ہی اعجاز تھا کہ آپ نے دنیا کو زندہ دلی کی ایسی نظیر دی، جس کی کوئی مثال نہیں ۔ صلح حدیبیہ جو مشکل حالات میں انتہائی مشکل شرائط کے ساتھ آپ نے قبول کی اور صحابہ کرامؓ سے بھی قبول کروائی یہ آپ کی امن پسندی پر دلالت کرتی ہے۔آج پوری دنیا میں مال و زر کی لڑائیاں ،فرقوں کی باہمی جنگیں ،ملکوں کی آپسی دشمنی ،خاندانی جھگڑے ،کرسی کی لڑائیاں ،اتحاد وامن کی سالمیت کے لئے خطرہ ثابت ہو رہی ہیں۔ جبکہ محمد ﷺ کی پوری زندگی لوگوں کو جوڑنے اور متحد کرنے میں صرف ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ اگر دنیا چاہتی ہے کہ ایک پاکیزہ سماج اور ایک پاکیزہ ماحول کے اندر زندگی بسر کرے تو اسے محمد ﷺ کی تعلیمات سے بہتر کوئی پیغام نہیں مل سکتا۔

بلغ العلی بکمالہ
کشف الدجی بجمالہ

معاہدات سیاست از بارگاہ رسالت

آج معاہداتی سیاست کا دور ہے۔ بین الاقوامی ادارہ یونائیٹڈ نیشنز بھی دنیا کے ممالک واقوام کے ایک معاہدے پر مبنی ہے لیکن معاہدات کی پابندی ان معاہدات سے سیکھنی چاہیے جو رسول اکرم ﷺ نے مختلف اقوام، قبیلوں اور فرقوں کے ساتھ کیے۔ وہ پُرامن بقائے باہمی کے اصول کے تحت کیے گئے تھے اور ان میں انسانی رشتے سے برابری کی سطح پر گفت و شنید کی گئی، مکمل عدل وانصاف تھا، طے شدہ شرطوں پر مضبوطی کے ساتھ عمل کیا گیا، ساری شرائط علی الاعلان طے کی گئیں ، معاہدات کی بنیاد نام نہاد قوم پرستانہ اغراض و مفادات پر نہیں رکھی گئی بلکہ عام انسانی فلاح ٹھہری نیز کمزور کے ساتھ ایک مثالی رعایت برتی گئی۔ پس اگر موجودہ دنیائے انسانیت مستقبل میں عالمی امن وسلامتی کا موثر انتظام و قیام چاہتی ہے تو اسے یقیناً معاہدات نبوی کو مشعل راہ بناتے ہوئے اس سے بھرپور رہنمائی حاصل کرنی ہوگی۔

عصر حاضر کے معاہدات

عصر حاضر کے معاہدات نبوی اوصاف سے خالی ہونے کی بنا پر بے روح، ناپائیدار اور بے فیض ہیں۔ اسی لیے پوری دنیا میں باہمی اعتماد کی فضا مفقود اور اطمینان ناپید ہے۔ گفت و شنید کی گرم بازاری اور وفود کا تبادلے کے باوجود حاصل کچھ نہیں ہوتا۔ ذہنی تحفظات ہیں، گروہ بندیاں اور سازشیں چل رہی ہیں،۔ بڑی طاقتوں کو کمزوروں کی کوئی فکر نہیں، ہر ملک کی دولت کا بیشتر حصہ مہلک ترین اسلحہ سازی پر صرف ہو رہا ہے۔ امن وامان اور صلاح وفلاح کا نہ تو تدبر ہے نہ ان کی تدبیر ۔ لہٰذا آج کی انسانیت کو اپنے بلند عزائم کی تکمیل کیلئے تاریخ عالم کے مدبر اعظم ﷺ کے انجام دیے ہوئے ان دانش مندانہ معاہدات کے مطالعے کی طرف رجوع کرنا ہوگا، جن کے نتیجے میں پورا عرب کبھی آئے دن کی جنگوں سے نجات پا کر ایک ایسے ہمہ گیر امن سے ہمکنار ہوا جس کے نتیجے میں ہونے والی انسانی ترقیات نے ہی دور جدید کے فروغ کی راہ ہموار کی؛ یہاں تک کہ عروج آدمؑ خاکی کی منزلوں کے نشانات بھی واضح کر دیے۔ یہ رحمۃ للعالمین ﷺ کی سیرت ہی کا فیض ہے کہ جس میں فتوحات اور معاہدات ہم معنی ہو جاتے ہیں۔

بیرونی تعلقات میں رہنمائی

پرامن بقائے باہمی اور بیرونی تعلقات کے قیام کے سلسلے میں صلح حدیبیہ سے بہتر نمونہ ملنا دشوار ہے۔ دنیا کا کوئی سیاسی دماغ اپنے ساتھ جانباز فوج رکھتے ہوئے اس قسم کی شرائط منظور نہیں کر سکتا، لیکن آپ ﷺ نے اسلام کے مطمع نظر کی تکمیل کیلئے اس معاہدے کی پوری پوری پابندی کی حالانکہ صحابہ کرامؓ اس صلح کے خلاف تھے ۔تاریخ گواہ ہے کہ حدیبیہ کا یہی وہ معاہدہ ہے جس نے فضا کو بدل دیا، لوگوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ اسلام انسانیت اور امن کا پیغام ہے اور مسلمان اس راہ میں اس حد تک

صادق ہیں کہ انہوں نے وحشیانہ تشدد کے باوجود قیام امن کی کوششوں کو ترک نہیں کیا۔[25] گویا صلح حدیبیہ تحریک اسلام کی درخشندہ تاریخ کا نقطہ آغاز ٹھہری جب کہ عہد حاضر کی تاریخ میں بھی امن وسلامتی کا درخشاں باب رقم کرنے کیلئے ایک مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ نیز عہد حاضر کے معاہدات کیلئے بھی یہ ایک روشن مثال ہے۔

صبر وضبط کی اہمیت

عصر حاضر میں کسی شخص کی کامیابی اور بلندی کا راز یہ ہے کہ انتہائی جذباتی مواقع پر انتہائی عقل ودانش سے فیصلہ کرے، انفرادی زندگی میں متحمل اور صبر وضبط کی ضرورت تو ہے ہی؛ لیکن اس کی اہمیت اجتماعی جگہوں میں مزید بڑھ جاتی ہے، جہاں مختلف اذہان اور طبیعت کے لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے، اگر صبر وضبط سے کام نہ لیا گیا تو آپس میں ٹکراؤ اور دشمنی ہوگی، جس کے نتیجے میں اجتماعیت ختم ہو جائے گی اور بکھرے ہوئے تاروں کی طرح انسان بے فیض ہو جائے گا۔

عملی کردار کی اثر انگیزی

صلح حدیبیہ سے یہ مسئلہ بھی جڑا ہوا ہے کہ انسان پر عملی اسوہ کا زیادہ اثر پڑتا ہے، الفاظ میں اگر تقویٰ وطہارت اور خوف خدا کی ترغیب دی جائے تو اتنا یہ موثر نہیں ہوگی جتنا عملی طور پر اس کو کرکے بتانے سے اثر پڑتا ہے۔ آج مسلمان اپنا کردار، زبان، معاملات، تجارت کو صحیح کرلیں اور اسلامی تناظر میں زندگی کے شب و روز گزارنے لگیں تو تبلیغ کئے بغیر بھی پوری دنیا میں دین کی اشاعت عام ہو جائے گی، اس لئے مسلمانوں کو اپنے کردار، خیالات، سیرت اور زندگی کو پاکیزہ بنانے کی طرف توجہ دینی چاہئے، جیساکہ صلح حدیبیہ کے بعد قریش اور دیگر مشرکین صحابہ کرامؓ کی صالح زندگی کو دیکھ کر متاثر ہوئے اور اسلام میں داخل ہونا ان کیلئے آسان ہو گیا۔

صلح حدیبیہ سے عصر حاضر کے لیے اسباق

صلح حدیبیہ سے بہت سے اسباق ہیں جن پر عصر حاضر میں عمل کیا جائے تو دنیا میں محبت اور بھائی چارے کی مثال قائم ہو سکتی ہے۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

معاہدہ کا لحاظ

آپ ﷺ نے کفارِ قریش سے کئے ہوئے اِس معاہدہ کا پورا پورا لحاظ فرمایا اور معاہدہ کے مطابق ہر اُس کام کو انجام دیتے رہے، جو طے ہوا تھا؛ ابو بصیرؓ کی واپسی اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آج ہم نے معاہدہ کو نقصان سے بچنے کا ایک ظاہری سبب بنا رکھا ہے اور پسِ پشت مُعاہد کو ضرر پہنچانے کی تدبیریں کرتے رہتے ہیں۔ ہمارے آقا ﷺ نے تو غیر سے کئے ہوئے عہد کو نباہ کرکے دکھا دیا اور ہم اپنوں سے کئے ہوئے پیمان کا پاس نہیں رکھتے۔ آپ ﷺ کے اِس عمل سے ہم نصیحت حاصل کر سکتے ہیں۔

مقصد پر نظر

آپ ﷺ نے خالد بن ولید کے دستے کا کراع الغمیم پر موجود ہونے کی خبر کے سنتے ہی اپنا راستہ بدل لیا کہ مقصود لڑائی نہیں؛ بلکہ سعادتِ عمرہ سے سرفراز ہونا تھا۔ آپ ﷺ نے مقصد پر نظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا۔ کیا آج ہم بھی اپنے مقصد پر نظر رکھ رہے ہیں؟ کیا ہم بھی اپنے مقصد کے حصول کے لئے جھگڑا و فساد سے گریز کرتے ہیں؟ الٹا ہم تو حقیقی مقصد کو چھوڑ کر انا کی جیت کو مقصد کا درجہ دیتے ہیں۔ کوئی بھی دور ہو، معاہدۂ حدیبیہ کے اس واقعہ سے ہم "مقصد پر نظر" رکھنے کا سبق حاصل کر سکتے ہیں۔

مصلحت اندیشی

آپ ﷺ نے کفار قریش کے پاس سب سے پہلے یہ پیغام بھیجوایا کہ "ہم صرف عمرہ کی غرض سے آئے ہیں، لڑائی ہمارے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں۔"۔ یہ اِس مصلحت کے پیش نظر تھا کہ اگر ایک مدت تک جنگ بندی ہو گئی تو اِس طرف سے دھیان ہٹا کر دعوتِ اسلام کی طرف پوری توجہ مرکوز کی جا سکتی ہے۔ آج ہم صرف

Jahan e Tahqeeq
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

جوش میں مدہوش ہو کر نہ جانے کتنے بنتے کام بگاڑ دیتے ہیں ! اور جہاں عزم و جزم کی ضرورت ہوتی ہے، وہاں دُبک کر بیٹھ جاتے ہیں۔ خود ہمارے ملک میں ہماری مصلحت نااندیشیوں کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ ہم اپنی کم ہمتی اور بزدلی کو ضرور ''مصلحت اندیشی'' کا نام دیتے ہیں۔ آپ ﷺ کی اِس مصلحت اندیشی سے کچھ سیکھنا چاہیے۔

صلح میں پہل

کفارِ قریش کی طرف سے کسی پیش قدمی سے پہلے ہی آپ ﷺ نے صلح و معاہدہ کا پیغام اُنھیں بھجوایا۔ یہ آپ ﷺ کی طرف سے دستِ صلح دراز کرنے میں پہل کرنے کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔ آج ہمیں یہ غور کرنا چاہئے کہ کیا ہم بھی کسی سے صلح کرنے میں پہل کرتے ہیں ؟ آج ایسے بہت سارے نمونے ہمارے سامنے موجود ہیں کہ ایک سگے بھائی کی چپقلش اپنے سگے بھائی سے برسوں سے چلی آرہی ہے۔ بہت سارے مواقع پر ایک دوسرے سے بغل گیر بھی ہونا چاہتے ہیں ؛ لیکن مونچھ کی اکڑن اور ناک کی اونچائی ایسا کرنے سے مانع بنتی ہے۔ آپ ﷺ کے اِس اُسوہ پر ہم عمل پیرا ہونے سے یہ معاملات حل ہو سکتے ہیں۔

اہانتِ رسول پر ردعمل

جب عروہ نے عربوں کی عادت کے مطابق اثنائے کلام آپ ﷺ کی داڑھی مبارک پر بھی ہاتھ پھیرنے لگے تو اِس حرکت کو حضرت مغیرہ بن شعبہ نے اہانت تصور کیا اور اُن کے ہاتھ پر ٹھوکا دیا اور کہا: ''حضور ﷺ کی داڑھی مبارک سے اپنے ہاتھ دور رکھو''۔ اِس ردعمل سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ آپ ﷺ کی شان میں ادنیٰ گستاخی بھی قابلِ قبول نہیں۔ آج دشمنانِ اسلام آپ ﷺ کی شان میں طرح طرح کی گستاخیاں کر رہے ہیں لیکن ہم اُن گستاخیوں کا جواب بجز احتجاج کے اور کسی طرح نہیں دے رہے ہیں۔ جبکہ احتجاج سے آگے بڑھ کر ایسے قوانین وضع کرنے کا مطالبہ بھی کرنا چاہئے، جس میں اِس طرح کی حرکت کرنے والوں کے لئے سخت ترین سزاؤں کی تعیین ہو اور اگر طاقت ہو تو اُس مرتکبِ جرم کو اُسی طرح ٹھوکا دینے سے گریز نہ کریں، جس طرح حضرت مغیرہ بن شعبہ نے دیا تھا۔

بُرے کی بُرائی سے آگاہی

جب مکرز بن حفص آپ ﷺ کے قریب پہنچا تو آپ ﷺ نے صحابہؓ کو مخاطب کرکے فرمایا: ''مکرز بن حفص آرہا ہے، یہ بُرا آدمی ہے''۔ آپ ﷺ کے اِس عمل سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ ہم برے شخص کی برائی دوسروں کے سامنے واضح کردیں ؛ تاکہ وہ اُس کی برائی سے محفوظ رہ سکے۔ آج ہمارے درمیان بہت سارے ایسے لوگ ہیں، جو بروں کی برائی سے اپنے بھائی کو اس لئے آگاہ نہیں کرتے کہ یہ اُس کا معاملہ ہے، وہ سمجھے، مجھے اس سے کیا سروکار؟ خصوصاً رشتوں کے معاملے میں اِس طرح کے واقعات بکثرت پیش آتے ہیں۔ آپ ﷺ کے اس عمل سے ہمیں نصیحت حاصل کرنی چاہئے اور برے کی برائی سے دوسروں کو بھی محفوظ رکھنا چاہیے۔

مستقبل پر نظر

معاہدہ کی تمام شقیں بہ ظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں ؛ لیکن آپ ﷺ نے تمام کو منظور فرمایا۔ دراصل آپ ﷺ کے پیش نظر مستقبل تھا کہ ایک بار معاہدہ ہو جانے کے بعد سکون و اطمینان کے ساتھ دعوتِ دین کے فریضہ کی ادائے گی کی طرف توجہ دی جاسکے گی، جس کے نتیجہ میں دیگر قبائلِ عرب کے دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کا قوی امکان تھا۔ ہوا بھی ایسا ہی۔ گویا کسی بھی کام کی ابتداء ہمیں یہ سوچ کر نہیں کرنی چاہئے کہ اِس کا ثمرہ پیش از پیش حاصل ہو جائے بلکہ مستقبل کو سامنے رکھنا چاہئے۔ اسی سوچ کے ساتھ کوئی فعل یا فیصلہ کرنا چاہئے کہ صلح حدیبیہ کا ایک پیغام یہ بھی ہے۔

مسلمان کی جان کی قیمت

شہادت عثمانؓ کی افواہ پر آپ ﷺ نے ان کے خون کا بدلہ لینے پر صحابہ سے بیعت لی اور فرمایا: جب تک میں عثمان کے خون کا بدلہ نہ لے لوں، اُس وقت تک یہاں سے حرکت نہیں کروں گا۔ اِس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ایک مسلمان کی جان کی قیمت کیا ہے؟ آج ہم اپنے معاشرہ پر نظر دوڑائیں کتنے ایسے لوگ ہیں، جو ایک مسلمان کے خون کو اتنی اہمیت دیتے ہیں؟ جو گھریلو لڑائی کے بدلہ اپنے حقیقی بھائی کے قتل کے درپے نہیں ہو جاتے؟ جو ایک مسلمان کے خون ہو جانے کی خبر سن کر بے چین ہو جاتے ہیں؟ آج مختلف ممالک میں خونِ مسلم کو پانی کی طرح بہایا جارہا ہے، کیا ہمارا دل اِس پر مچل اُٹھتا ہے؟ سو بیعت الرضوان سے جان کی قیمت سیکھنا اہم ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

خلاصہ بحث

صلح حدیبیہ رسول اکرم ﷺ کی سیرت و تاریخ اسلام میں کلیدی حیثیت کی حامل ہے، نیز مظہر وحی الٰہی ہے۔ اللہ رب العزت نے اس صلح کو قرآن حکیم میں فتح مبین قرار دیا اور رسول اللہ ﷺ کی سیاسی حکمت و بصیرت پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے اور مسلمانوں کی تسلی و تشفی، اطمینان قلب اور ذہنی کشمکش و بے چینی و بے قراری دور کرتے ہوئے ایک پوری سورۃ نازل فرمائی اور پھر تاریخ گواہ ہے کہ وقت اور حالات نے ثابت بھی کر دیا کہ یہ صلح واقعی فتح مبین اور نصر عزیز ثابت ہوئی اور منہج انقلاب نبوی ﷺ میں اس نے انتہائی لازوال ولاجواب کردار ادا کیا اور اسلام مکہ اور مدینہ سے ہوتا ہوا دور دراز علاقوں تک پھیلتا ہی چلا گیا۔ عالم اسلام کیلئے صلح حدیبیہ میں درس حکمت بھی ہے، عزت و طاقت اور قدرت و شوکت بھی۔ پس صلح حدیبیہ کی اس دینی، تاریخی، سیاسی اور قانونی اہمیت کے پیش نظر عصر حاضر میں مسلم امہ جن گھمبیر مسائل سے دوچار ہے اس کیلئے صبر و برداشت، دینی بصیرت، رواداری، تحمل، اعتدال، میانہ روی نیز انتہا پسندی کے خاتمے اور ملی یگانگت کے ساتھ ساتھ پوری فراست، عقل و شعور، حکمت، وسیع النظری و بالغ نظری اور زمینی حقائق کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی عزت و وقار، قومی سلامتی کے تحفظ اور پر امن بقائے باہمی کیلئے آج حالات کے تناظر میں ہمارے مسائل کا حل صلح حدیبیہ جیسے معاہدات ہی میں پنہاں ہے لہٰذا تاریخ ساز اور حکمت و سیاست سے بھرپور اس عظیم معاہدے کی جتنی اہمیت آج کے دور میں نظر آتی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اسوہ حسنی میں سے صلح حدیبیہ رہتی دنیا تک امن و سلامتی کے ساتھ کامیاب زندگی بسر کرنے کی خواہش رکھنے والوں کیلئے مینارہ نور بنا رہے گا۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ [26]

حوالہ جات

[1] ڈاکٹر محمد حمیداللہ: رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، دارالاشاعت کراچی، 1961ء، ص: 106-100

[2] مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری، الرحیق المختوم، المکتبہ السّلفیہ لاہور، 2003ء، ص: 459

[3] ڈاکٹر محمد حمیداللہ: رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، دارالاشاعت کراچی، 1961ء، ص: 105

[4] ابوالفداء اسماعیل بن کثیر، البدایہ والنہایہ، مترجم: ابو طلحہ محمد اصغر مغل، دارالاشاعت کراچی، 2008ء، ج4، ص: 196

[5] علامہ شبلی نعمانی، سیرت النبی، مطبع معارف، اعظم گڑھ، 1994ء ج3، ص: 101؛ البدایہ والنہایہ، ج4، ص: 197؛ الرحیق المختوم، ص: 461

[6] رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص: 106

[7] رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص: 106؛ الرحیق المختوم، ص: 465

[8] صحیح البخاری، كِتَاب الْمَغَازِي، بَابُ غَزْوَةِ الْحُدَيْبِيَةِ: 4150

[9] ابن ہشام، سیرۃ النبی ﷺ، مترجم: سید یاسین علی حسنی نظامی دہلوی، ادارہ الاسلامیات لاہور، 1994ء، ج3، ص: 104

[10] پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی ﷺ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، 1994ء، ج4، ص: 147

[11] البدایہ والنہایہ، ج4، ص: 208

[12] الرحیق المختوم، ص: 466

[13] القرآن: الفتح، 48: 24

[14] الرحیق المختوم، ص: 469

[15] مسلم ابوالحسن، صحیح مسلم مع شرح النووی، مترجم: رئیس احمد جعفری، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلیکیشنز لاہور، 1962ء، ص: 477

[16] ایضاً

[17] الرحیق المختوم، ص: 472,471

[18] القرآن: الفتح، 48:1

[19] صحیح مسلم مع شرح النووی، ص: 478

[20] القرآن: النصر، 110: 1-2

[21] القرآن: المائدہ، 5:3

[22] رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی: 107

[23] البخاری فی "الأدب المفرد" (رقم/300)؛ الترمذی فی السنن (2346)

[24] القرآن: الانفال، 8: 67-68

[25] ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، دور نبوی کے معاہدات امن و صلح اور عہد حاضر میں ان کی سیاسی اور دفاعی اہمیت، ماہنامہ تعمیر افکار کراچی، جون 2000ء، ص 41-42

[26] القرآن: الأحزاب، 33:21